TAHREEK E KHUDDAM-UL-AULIYA
Nepal

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

اہل سنت کی آواز پاسبانِ فکرِ رضا

سہ ماہی آزاد قلم

Voice Of Ahl-ul-Sunnah

Quarterly Azad Qalam

مدیر اعلیٰ

محمد مجتبیٰ رضا اشرغزالی

ناشر

تحریک خدام الاولیا نیپال

Tahreek-E-Khuddam-Ul-Auliya

تحریک خدام الاولیاء
TAHREEK E KHUDDAM-UL-AULIYA
Nepal

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

اہل سنت کی آواز، پاسبان فکر رضا

سہ ماہی آزاد قلم

Voice Of Ahl-ul-Sunnah

Quarterly Azad Qalam

مدیر اعلیٰ

محمد مجتبیٰ رضا نشر غزالی

ناشر

تحریک خدام الاولیاء نیپال

اہل سنت کی آواز پاسبانِ فکر رضا

سہ ماہی آزادیٔ قلم

رمضان، شوال، ذیقعدہ

نام مجلہ ------------------- سہ ماہی آزاد قلم

شمارہ -------------------------------- ۲

مدیر اعلی ------------ محمد مجتبیٰ رضا نشر غزالی

اشاعتِ بارِ اول ------------- ۵ رجب المرجب ۱۴۴۴ھ

تعداد صفحات -------------------------- ۳۱

روابط

mrng313@gmail.com

muhammadshuaibkhanrazavi@gmail.com

+919102428167, +916307364323

ناشر

تحریک خدام الاولیاء نیپال

فہرست مشمولات

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

فقیری بھی ہماری سروری معلوم ہوتی ہے

از: مولانا محمد فرقان فیضی

جو خوشیوں سے بھری یہ زندگی معلوم ہوتی ہے
یہ چشم خاص ہم پہ آپکی معلوم ہوتی ہے

بہار گلشن کونین کی آمد کا چرچا ہے
اسی کی سارے عالم میں خوشی معلوم ہوتی ہے

ذرا سا رحمت کون و مکاں کے مسکرانے سے
اندھیرے میں بھی ہر سو روشنی معلوم ہوتی ہے

حلیمہ سعدیہ سرکار نے تیری کفالت کی
تو قسمت کی بتا کتنی دھنی معلوم ہوتی ہے

ادب سے نام لیتا ہے محمد کا جو دیوانہ
تو دل کی ختم ساری بیکلی معلوم ہوتی ہے

رسول پاک کی جو شان میں کرتے ہیں گستاخی
یہ نجدی ذہنیت کی گندگی معلوم ہوتی ہے

در شاہ دو عالم سے ہمیں نسبت ملی ایسی
فقیری بھی ہماری سروری معلوم ہوتی ہے

اے فیضی جب بھی کرتا ہوں رقم نعتِ شہ بطحا
تو دنیائے سخن میں تازگی معلوم ہوتی ہے

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حدیث شریف میں ہے:
جس نے رمضان میں کوئی نفلی نیکی کا کام کیا، اسے اس شخص جیسا ثواب ملے گا جس نے رمضان کے علاوہ میں فرض ادا کیا اور جس نے اس میں فرض ادا کیا وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے رمضان کے علاوہ میں ۷۰ فرض ادا کیے۔

زکوۃ: فضیلت و اہمیت

از: مولانا محمد آصف رضا برکاتی
صدر المدرسین نوری رضوی دار العلوم، گولہ

جس طرح اسلام میں نماز فرض ہے کہ اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اسی طرح زکوۃ بھی فرض ہے اوراس کی فرضیت کا منکر کافر ہے۔ نماز کے بعد زکوۃ اسلام کا اہم رکن ہے جیسا کہ قرآن عظیم میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے: واقیموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ (نماز قائم کرو اور زکوۃ دو)۔ قرآن کریم میں تقریباً ڈیڑھ سو مقامات پر زکوۃ کا ذکر آیا ہے۔جس میں غالباً بیاسی جگہ نماز اور زکوۃ کی فرضیت کا ذکر یکجا موجود ہے۔ اس سے زکوۃ کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضور سید عالم ﷺ نے بظاہر اس دار فانی سے پردہ فرمایا تو سرزمین عرب میں طرح طرح کے فتنے رونما ہوئے جن میں کچھ جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور کچھ لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا تو جہاں حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جھوٹے مدعیان نبوت سے جہاد فرمایا وہیں منکرین زکوۃ کے خلاف بھی آپ نے علم جہاد بلند فرمایا اور فرمایا: خدا کی قسم! اگر کوئی حضور سید عالم ﷺ کے زمانے میں اونٹ کی رسی کی زکوۃ دیتا تھا اور اب وہ اس کی زکوۃ سے انکار کرے گا تو میں اس سے جہاد کروں گا۔ یہ خصوصیت صرف نماز اور زکوۃ ہی کو حاصل ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے لے کر ہمارے آقا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانے تک تمام انبیاء کے دور میں ہر امت، ہر ملت پر یکساں فرض رہی۔ قرآن وحدیث میں زکوۃ کے بے شمار فضائل اور نہ ادا کرنے پر کثیر وعیدیں موجود ہیں۔

زکوۃ کے متعلق آیات قرآنیہ

(1) وممارزقنٰھم ینفقون (اور پرہیزگار وہ ہیں جو ہماری دی ہوئی روزی میں سے ہماری راہ میں اٹھائیں یعنی خرچ کریں) (پارہ ا سورۂ بقرہ)۔

(2) لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاٰخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیٖن، واٰتی المال علی حبہ ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل، والسآئلین فی الرقاب، واقام الصلوۃ واٰتی الزکوٰۃ، والموفون بعھدھم اذا عٰھدوا، والصٰبرین فی الباسآء والضرآء وحین الباس، اولٰئک الذین صدقوا، اولٰئک ھم المتقون۔ (نیکی یہ نہیں کہ منہ مشرق یا مغرب کی طرف کرو، ہاں اصل نیکی یہ ہے

کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر، اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتے داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں، اور نماز قائم رکھے اور زکوۃ دے اور اپنا قول پورا کرنے والے جب عہد کریں اور صبر والے مصیبت اور سختی میں اور جہاد کے وقت یہی ہیں جنھوں نے اپنی بات سچی کی اور یہی پرہیز گار ہیں) (پارہ ۲ سورۂ بقرہ)۔

(3)لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون۔ وما تنفقوامن شیءفان اللہبہ علیم۔ (تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو، اور تم جو کچھ خرچ کرو، اللہ کو معلوم ہے) (پارہ ۴ سورۂ اٰل عمران)۔

(4) ولایحسبن الذین یبخلون بمآ آتٰھم اللہ من فضلہ ھوخیرالھم، بل ھوشرلھم، سیطوقون مابخلوابہ یوم القیٰمۃ۔ (اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے، عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا) (پارہ ۴ سورۂ اٰل عمران)۔

(5) والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولاینفقونھا فی سبیل اللہ، فبشرھم بعذاب الیم، یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم، ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ (اور وہ کہ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی، جس دن وہ تپایا جائے گا جہنم کی آگ میں پھر اس سے داغیں گے ان کی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں، یہ ہے وہ جو تم نے اپنے لیے جوڑ کر رکھا تھا اب چکھو مزا اس جوڑنے کا) (پارہ ۱۰ سورۂ توبہ)

احادیث کریمہ

(1) عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: بنی الاسلام علی خمس: شہادۃ أن لا الٰہ إلا اللہ وأن محمدا رسول اللہ، وإقام الصلاۃ، وإیتاء الزکوۃ، والحج، وصوم رمضان۔"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (1) گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، اور (2) نماز قائم کرنا، اور (3) زکوۃ ادا کرنا، اور (4) حج کرنا اور (5) رمضان کے روزے رکھنا۔" (بخاری، مسلم، ترمذی)

(2) عن أبي ہریرۃ رضی اللہ عنہ أن أعرابیا أتی النبی ﷺ فقال: دلنی علی عمل، إذا عملتہ دخلت الجنۃ. قال: تعبد اللہ لا تشرک بہ

شیئا، وتقیم الصلاۃ الْمکتوبۃ، و تؤدی الزکوۃ المفروضۃ، وتصوم رمضان. قال: والذي نفسی بیدہ، لا أزید علی ہذا. فلما ولی، قال النبی ﷺ: من سرہ أن ینظر إلی رجل من أہل الجنۃ، فلینظر إلی ہذا."حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) ایسے عمل کی طرف میری راہنمائی فرمائیں جسے انجام دینے سے جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ فرض نمازیں اور مقررہ زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔ اس اعرابی نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! میں ان اَحکام پر کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ پس جب وہ شخص واپس جانے کے لیے مڑا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جسے اہلِ جنت میں سے کسی کو دیکھنا پسند ہو تو وہ اس شخص کو دیکھ لے۔'' (صحیحین)

(3) عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ، عن رسول اللہ ﷺ أنہ قال لمن حولہ من أمتہ: اکفلوا لی بست خصال وأکفل لکم بالجنۃ. قلت: ماہی یا رسول اللہ؟ قال: الصلاۃ، والزکوۃ، والأمانۃ، والفرج، والبطن واللسان۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ارد گرد بیٹھے لوگوں سے فرمایا: تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو، میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ (چھ چیزیں) کون سی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز و زکوٰۃ (کی ادائیگی)، امانت داری، شرم گاہ (کی حفاظت)، پیٹ (کو حرام سے بچانا) اور زبان (سے بری بات نہ کہنا)۔'' (المعجم الاوسط)

(4) عن علقمۃ رضی اللہ عنہ، قال: إن النبی ﷺ قال لہم عام المریسیع حین أسلموا: من تمام إسلامکم أن تؤدوا زکوۃ أموالکم."حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے، عام المریسیع میں جب وہ اسلام لائے تو انہیں فرمایا: تمہارے اسلام کی تکمیل میں سے ایک یہ ہے کہ تم اپنے مال کی (کامل) زکوٰۃ ادا کیا کرو۔'' (المعجم الکبیر)

(5) عن أبی ذر رضی اللہ عنہ قال: انتہیت إلی النبی ﷺ، قال: والذی نفسی بیدہ، أو: والذی لا إلہ غیرہ، أو کما حلف. ما من رجل تکون لہ إبل، أو بقر، أو غنم، لا یؤدی حقہا، إلا أتی بہا یوم القیٰمۃ، أعظم ما تکون وأسمنہ، تطؤہ باخفافہا، وتنطحہ بقرونہا،

كلما جازت أخراہا ردت عليه أولاہا، حتى يقضى بين الناس. "حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں : میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، یا قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، یا جس طرح بھی قسم کھائی۔ کوئی آدمی ایسا نہیں جس کے پاس اونٹ یا گائیں یا بکریاں ہوں اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن وہ جانور اس طرح لائے جائیں گے کہ پہلے سے بہت بڑے اور موٹے تازہ ہوں گے۔ وہ اسے اپنے کھروں سے روندیں گے اور اپنے سینگوں سے ماریں گے۔ جب آخری جانور اس کے اوپر سے گزر جائے گا تو پہلا پھر آجائے گا (اور یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا) یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ (صحیحین)

(6) عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ. من آتاہ اللہ مالا، فلم یؤد زکوتہ، مثل لہ یوم القیٰمۃ شجاعا أقرع، لہ زبیبتان، یطوقہ یوم القیٰمۃ، ثم یأخذ بلہزمیہ، یعنی شدقیہ، ثم یقول: أنا مالک، أنا کنزک، ثم تلا: ولا یحسبن الذین الخ۔ "حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے روز اس کے مال کو گنجے سانپ کی شکل دی جائے گی، جس کے سر پر دو سیاہ نشان ہوں گے۔ قیامت کے روز اُسے اُس کا طوق پہنایا جائے گا، پھر وہ اس کے دونوں جبڑوں کو ڈسے گا، پھر کہے گا : میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی : (اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لیے برا ہے، عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا)۔" (بخاری، نسائی)

(7) عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما، یبلغ بہ النبی ﷺ قال: ما من رجل لا یؤدی زکوۃ مالہ، إلا جعل اللہ یوم القیٰمۃ فی عنقہ شجاعا۔ "حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا : جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی گردن میں بہت بڑا سانپ ڈالے گا۔" (ترمذی)

قارئین کرام! مندرجہ بالا آیات قرآنیہ واحادیث نبویہ سے زکوۃ کی اہمیت و فضیلت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے، ہمیں چاہیئے کہ ہم میں جو صاحب

ثروت ہیں وہ کمزور اہل ایمان کی مدد کریں اور مستحقین زکوۃ کو ان کا حق دیں۔ اللہ عزوجل ہم سب کو مستحقین کا حق ادا کرنے اور احکام خداوندی بجالانے کی توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ۔

زکوۃ کس کو دیں؟

مندرجہ بالا سطور میں سورہ توبہ کی آیت کریمہ میں اللہ عزوجل نے جن مستحقین زکوۃ کا ذکر کیا ہے وہ یہ ہیں:

(1) فقیر: فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس نہ مال ہو نہ وہ کمانے پر قادر ہو۔ اگر اس کے پاس ایک دن کا رزق اور فی الحال پہننے کے کپڑے ہوں تو وہ فقیر نہیں بلکہ مسکین ہے۔ اگر اس کے پاس نصف دن کی روزی ہو تو وہ فقیر ہے۔ اگر اس کے پاس قمیص ہو لیکن نہ اس کے پاس رومال ہو نہ موزہ اور نہ شلوار ہو اور قمیص کی اتنی قیمت نہیں جو فقراء کے حال کے مطابق ان تمام چیزوں کی قیمت کو پہنچ سکے تو وہ فقیر ہے۔ کیونکہ فی الحال اس کے پاس وہ تمام اشیاء نہیں ہیں جن کا وہ محتاج ہے اور ان سے عاجز ہے۔ پس فقیر میں یہ شرط رکھنا کہ اس کے پاس ستر ڈھانپنے کے علاوہ لباس ہو۔ مناسب نہیں کیونکہ یہ زیادتی ہے۔ حاصل کلام یہ کہ نہ گھر میں اتنی چیزیں ہیں کہ جن کی قیمت بقدر نصاب ہو۔ یا قیمت بقدر نصاب ہے مگر سب چیزیں حاجت اصلیہ میں داخل ہیں۔ مثلاً ضروری کتابیں ہیں، پہننے کے کپڑے، رہنے کا گھر ہے، کام کاج کے لیے ضروری آلات وغیرہ ہیں، کوئی زائد چیزیں اس کے پاس نہیں ہیں کہ جن کی قیمت نصاب کو پہنچے ایسا شخص فقیر کہلاتا ہے۔ زکوۃ کا مستحق ہے اگر ایسا شخص عالم بھی ہو تو اس کی خدمت میں اور بھی زیادہ فضیلت ہے۔

(۲) مسکین: مسکین وہ شخص ہے۔ جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس کا محتاج ہو۔ ایسے شخص کو سوال کرنا بھی جائز ہے اور فقیر کو نہیں کیونکہ اس کے پاس کچھ مال ہے گو نصاب کے قابل نہیں۔ مگر جس کے پاس اتنا بھی مال ہے کہ ایک دن کی خوراک کے لیے کافی ہے تو اس کو سوال کرنا جائز نہیں۔ قرآن واحادیث میں مسکین کی مدد کرنے کی بہت تاکید آئی ہے لہذا ایسے شخص کو زکوۃ دے کر ثواب حاصل کرنا چاہیے۔

(۳) عامل: عامل وہ شخص ہے جس کو بادشاہ اسلام نے عشر اور زکوۃ وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہے چونکہ یہ اپنا وقت اس کام میں لگاتا ہے۔ لہذا اس عامل کو اپنے عمل کی اجرت بھی ملنا ضروری ہے تاکہ اس کے اخراجات کے لیے بدرجہ متوسط کافی ہو۔ مگر اجرت جمع کردہ رقوم کے نصف سے زیادہ نہ ہونی

چاہیے۔ اگر مال عامل کے ہاتھ میں ضائع ہو جائے تو زکوۃ ادا کرنے والوں کی زکوۃ ادا ہو گئی۔ اگر عامل سید ہے تو زکوۃ کے مال سے اس کو اجرت نہ دی جائے گی۔ ہاں اجرت غیر سید فقیر کو دے کر اس کو دی جائے تو جائز ہے۔ مگر غنی عامل کو اسی زکوۃ کے مال سے اجرت دینا جائز ہے۔ اس لیے کہ ہاشمی کا شرف غنی کے رتبہ سے زیادہ ہے قرابت نبی مکرم ﷺ کی وجہ سے عامل کے حکم میں ساعی اور عاشر بھی ہے۔ ساعی وہ شخص ہے جو چوپاؤں کی زکوۃ وصول کرنے کے لیے مقرر کیا جائے اور عاشر وہ جو سڑکوں پر عشر وغیرہ لینے کے لیے متعین کیا جائے۔

(۴) مؤلفۃ القلوب : وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اسلام کے لیے نرم کیا جائے۔ یہ وہ معزز لوگ ہوتے ہیں جو اسلام قبول کرتے اور قوم ان کی اطاعت کرتی تھی تو ان کو دینے کا مقصد یہ تھا کہ وہ اسلام پر برقرار رہیں اور ان جیسے دوسرے لوگوں نیز ان کی اتباع کرنے والوں کو بھی ترغیب ہو۔ (اب یہ مصرف ساقط ہے)۔

(۵) رقاب مکاتب : وہ غلام جو مال معین ادا کرنے کی شرط پر آزاد کیا گیا ہو۔ اگر چہ وہ غنی کا غلام ہو یا خود اس کے پاس نصاب سے زائد ہو۔ تو ایسے غلام کو زکوۃ دینا جائز ہے مگر یہ غلام کسی سید کا نہ ہو کہ اس کو زکوۃ دینا جائز نہیں کیونکہ من وجہ (یعنی ایک لحاظ سے) یہ مالک کی ملک میں ہے۔ اور مالک سید کو زکوۃ پہنچے گی اور اس کو جائز نہیں۔

(6) غارم یعنی قرضدار : غارم اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی عبادت یا کسی جائز کام کے لیے قرض لیتا ہے اور یہ فقیر ہے اور اگر گناہ کے کام کے لیے قرض لے تو جب تک توبہ نہ کرے اسے زکوۃ نہ دی جائے اور اگر قرض کسی امیر کے ذمہ ہو تو اس کا قرض ادا نہ کیا جائے البتہ یہ کہ اس نے کسی مصلحت ختم کرنے کے لیے قرض لیا ہو۔

(۷) فی سبیل اللہ : فی سبیل اللہ یعنی راہ خدا میں خرچ کرنا۔ اس کی چند صورتیں ہیں۔ مثلاً کوئی شخص محتاج ہے کہ جہاد میں جانا چاہتا ہے۔ سواری اور زاد راہ اس کے پاس نہیں تو اسے مال زکوۃ دے سکتے ہیں کہ یہ راہ خدا میں دینا ہے۔ اگر چہ وہ کمانے پر قادر ہو۔ یا کوئی حج کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں اس کو زکوۃ دے سکتے ہیں۔ مگر اسے حج کے لیے سوال کرنا جائز نہیں۔ یا طالب علم کہ علم دین

پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے اسے دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ خدا میں دینا ہے بلکہ طالب علم سوال کر کے بھی مال زکوۃ لے سکتا ہے جب کہ اس نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے فارغ کر رکھا ہو اگر چہ کسب پر قادر ہو۔ یونہی ہر نیک بات میں زکوۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جبکہ بطور تملیک ہو کہ بغیر تملیک زکوۃ ادا نہیں ہو سکتی۔

(۸) ابن السبیل یعنی مسافر: ابن السبیل وہ مسافر ہے جو اپنے شہر سے سفر کے لیے نکلا اور یہ سفر گناہ کے لیے نہ ہو اور راستے میں زادراہ ختم ہو گیا تو ایسے مسافر پر زکوۃ کی رقم خرچ کرنا جائز ہے۔ مسافر خواہ اپنے گھر میں خوشحال اور دولت مند ہو۔ مگر اسی قدر لینا جائز ہے جس سے اس کی حاجت پوری ہو جائے، زیادہ کی اجازت نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کامیابی چاہتے ہو تو کبھی موقع دینے والے کو دھوکا مت دو اور دھوکا دینے والے کو موقع مت دو۔

فتاوی حسام الحرمین کی حقانیت

از: مولانا محمد یوسف رضا ضیائی

بسم اللہ الرحمن الرحیم. الحمد للہ رب العالمین والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

مجدد دین وملت پیشوائے اہل سنت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمہ اللہ القوی کا زمانہ وہ زمانہ ہے جب فرقہ خوارج, لباس وہابیت میں باطل نظریات کی ترویج واشاعت میں ہمہ تن مصروف تھا سرزمین ہند میں اس کی سربراہی کے لیے مولوی اسماعیل دہلوی کو چنا گیا جو منکر تقلید تھا اور ہندوستان کے اکثر مسلمان امام الائمہ سراج الامہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی المولی عنہ کے مقلد, اس لیے تنہا اسماعیل دہلوی کے لیے یہ کام بہت مشکل تھا, اسی لیے حنفیت کا لبادہ اوڑھے ہوے کچھ مولویوں کو اس کام کے لیے تیار کیا گیا جو مکمل طور پر تن کے گورے من کے کالے انگریزوں کے وفادار تھے, جن کا مقصد مسلمانوں کی عسکری قوت کے ساتھ ساتھ ایمانی قوت کو بھی مکمل طور پر نیست ونابود کردینا تھا اسی لیے ابن عبدالوہاب کی ابلیسی توحید کے ذریعہ ہندی مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرکے مسلمانوں کی عسکری و ایمانی قوت و طاقت کے زوال کا خواب پورا کرنے کے لیے اسماعیل دہلوی کو چنا گیا تھا چنانچہ ان زرخرید مولویوں نے انگریزوں سے مکمل وفا کی اور دین مصطفوی علی صاحبہ الصلاۃ والسلام سے بغاوت, اور دارین کی ذلت و خواری ان روسیاہوں کا مقدر بنی۔ ان انگریز نواز مولویوں نے عقائد و نظریات میں اسماعیل دہلوی کو اپنا امام تسلیم کیا۔ اور مقلد ہونے کی وجہ سے وہابیت کو فروغ دینے میں اپنے ماتحتوں کے خود امام بن گئے۔ جیساکہ خود مولوی رشید گنگوہی مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کے تعلق سے لکھتے ہیں "اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے" (فتاوی رشیدیہ، کتاب الایمان والکفر)۔ اسماعیل دہلوی اور اس کی کتاب تقویۃ الایمان سے متعلق دارالعلوم دیوبند کا بھی ایک فتوی ملاحظہ فرمائیں "(اسماعیل دہلوی) انقلابی شخصیت کے حامل مشہور و معروف اور معتبر عالم دین ہیں، ان کی معرکۃ الآراء کتاب "تقویۃ الایمان" معتبر و مفید تصنیف ہے، معاشرے میں رائج قبر پرستی اور شرک وبدعات کی رد میں مدلل مبرہن کتاب ہے، اس

کتاب کے ذریعہ نہ جانے کتنے بندے شرک وبدعت کی تاریکیوں سے نکل کر توحید و سنت کی روشنی میں آئے؛ لیکن مخالفین اور حاسدین اس کتاب کی بعض عبارتوں کا غلط معنی بتا کر حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ اور اکابر دیوبند پر بے بنیاد الزام لگاتے ہیں اور لوگوں کو یہ باور کرانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کہ علماء دیوبند -نعوذ باللہ- اللہ جل شانہ کو جھوٹا کہتے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و اولیاء کی شان میں گستاخی کرتے ہیں حالانکہ حضرت شاہ صاحب اور علمائے دیوبند ان الزامات سے بالکل بری ہیں"۔ اسی قرن شیطان فی الھند کی اقتداء میں ان مولویوں نے شان الوہیت و رسالت میں ایسی شدید گستاخیاں کیں کہ اپنے امام و مرشد مولوی اسماعیل دہلوی پر بھی سبقت لے گیے۔ جب ان کرائے کے مولویوں نے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کو کلمات خبیثہ کے تیروں سی چھلنی کیا تو علماے اہل سنت نے مکمل تحقیق و تفتیش کے بعد ان پر عائد ہونے والا حکم شرعی بیان فرما کر فرض منصبی ادا کیا۔ اسی فہرست میں ایک نام کتاب مستطاب "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کا بھی ہے۔ اس کتاب میں کذاب و مرتد مرزا قادیانی کے علاوہ چار اور افراد کی تکفیر کی گئی ہے جیسا کہ "المعتمد المستند" میں ہے۔ "وبالجملة هولاء الطوائف كلهم كفار مرتدون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمين." (حاصل کلام یہ ہے کہ ان تمام جماعتوں کے کافر و مرتد ہونے پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔)۔ اور "حسام الحرمین" میں بصورت سوال ان کا حکم اس طرح مرقوم ہے (جس کی تصویب و تائید اہل سنت کے اکابر علماے عرب و عجم نے کی ہے) "هل هم في كلماتهم هذه منكرون لضروريات الدين؟ فان كانوا كفارا مرتدين فهل يفترض على المسلمين اكفارهم كسائر منكري الضروريات الذين قال فيهم العلماء الثقات من شك في كفره وعذابه فقد كفر؟"۔ (کیا وہ اپنے ان کلمات میں ضروریات دین کے منکر ہیں؟ اگر وہ کافر و مرتد ہیں تو کیا مسلمانوں پر ان کی تکفیر ایسے ہی لازم ہے جس طرح سبھی ضروریات دین کے منکرین کی، جن کے تعلق سے قابل اعتماد علماء نے فرمایا کہ جو ان کے کفر اور عذاب میں شک کرے وہ کافر ہے؟)۔ مرزا قادیانی کے بعد پہلا نام مولوی قاسم نانوتوی کا ہے اور اس کا پس منظر یہ ہے کہ تقویۃ الایمان میں یہ دعوی کیا گیا "کہ اللہ تعالی ایک آن میں چاہے تو کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے" اس سلسلے میں بدایوں میں مناظرہ ہوا جس کی روداد مناظرہ احمدیہ کے نام سے شائع ہوئی اسی میں اثر ابن عباس کا ذکر تھا،

بریلی کے مولوی احسن نانوتوی جو اثر عباس کے ظاہر کے معتقد تھے انھوں نے مولوی قاسم نانوتوی کو سوال بھیجا جس کے جواب میں مولوی قاسم نانوتوی نے تحذیر الناس لکھی۔ اس کتاب کے صفحہ ۴ اور ۵ پر ہے "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں"۔ اور صفحہ ۱۸ پر لکھا "بلکہ بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔ اور صفحہ ۳۴ پر لکھا "بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آے گا"۔ دوسرا نام مولوی رشید گنگوہی ہے اور ان کی گستاخیوں میں بھی تقویۃ الایمان نامی شیطانی کتاب کی جلوہ گری ہے اور موصوف کی تکفیر کا ایک سبب یہ ہے کہ انھوں نے اپنے ایک فتوی میں لکھا کہ کذب باری تعالی کے وقوع کا قائل (یعنی جو یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالی جھوٹ بول چکا ہے) وہ کافر کیا بدعتی گمراہ بھی نہیں ہے۔ معاذاللہ! اور مولوی رشید گنگوہی کا دوسرا جرم وہی ہے جس کا ذکر تیسرے مجرم کے تحت ہوگا کہ وہ کتاب رشید گنگوہی کی ہی تصنیف ہے اور اگر نہیں تو اسے بغور پڑھ کر اس کی تصدیق کی ہے۔ تیسرا نام مولوی خلیل انبیٹھوی کا ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ دیوبندی مولوی عبد الجبار رامپوری نے ایک سوال کے جواب میں لکھا "کہ حضرت کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ جہاں میلاد شریف پڑھا جاتا ہے تشریف لاتے ہیں شرک ہے ہر جگہ موجود اللہ تعالی ہے اللہ سبحانہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی"۔ حالانکہ ہر محفل میں آپ کی تشریف آوری کا دعوی اہل سنت پر افترا ہے ہاں تشریف آوری بھی ہو سکتی ہے۔ مولانا عبد السمیع رامپوری نے اس کے جواب میں اپنی کتاب انوار ساطعہ میں کچھ عام فہم مثالیں پیش کیں کہ ملک الموت علیہ السلام جو ایک فرشتہ ہیں وہ بیک وقت متعدد جگہ حاضر ہو سکتے ہیں پھر امام الانبیاء کا متعدد جگہ حاضر ہونا شرک کیوں کر ہو سکتا ہے؟ اس کے جواب میں خلیل انبیٹھوی نے براہین قاطعہ میں لکھا "الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت ہوتا ہے۔

"(مقام حیرت ہے کہ جو علم شیطان کے لیے نص قطعی سے ثابت وہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شرک کیسے ہوگیا ؟) اور چوتھا نام مولوی اشرف علی تھانوی کا ہے، جنھوں نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا "پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیوب ہیں یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات بہائم کو بھی حاصل ہے "(کل غیب تو مراد ہو نہیں سکتے لہذا بعض غیب جیسا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے ویسا ہی علم اشرف علی تھانوی کے نزدیک ہر بچے پاگل بلکہ تمام جانوروں کو ہے۔ معاذاللہ)

نانوتوی گنگوہی انبیٹھوی کی تکفیر و تضلیل میں امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے پہل نہ کی بلکہ ان کی تکفیر پہلے ہی ہو چکی تھی (جس کی تفصیل حسام الحرمین کے سو سال وغیرہ کتب میں مذکور ہے)۔ امام احمد رضا نے سابقہ علماء کا ساتھ دیا حسام الحرمین میں از خود آپ نے صرف اور صرف اشرف علی تھانوی کی حفظ الایمان پر فتوی لگایا یہ فتوی پہلے ۱۳۲۰ میں المعتمد المستند میں لگایا گیا تھانوی صاحب اپنی بات پر اڑے رہے تو ۱۳۲۴ھ میں حسام الحرمین میں بھی تھانوی صاحب کی تکفیر و تضلیل کی گئی اور پوری زندگی تھانوی صاحب نے اس سے توبہ نہ کی اور یہ سیئۂ جاریہ اپنے پیروکاروں کے لیے چھوڑ گئے۔ (ملخصا از حسام الحرمین کے سو سال)

اب سوال یہ ہے کہ کیا جن کی تکفیر حسام الحرمین میں کی گئی ہے، ان کو کافر ماننا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے یعنی ان کو کافر ماننا ضروریات دین سے ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ایمان کے لیے ہر ضروری دینی کی تصدیق لازم ہے اور جو علم کے بعد ضروریات دین میں سے کسی بات کا منکر ہو اس کو کافر ماننا بھی لازم ہے۔ اس لیے جس چیز کو ماننا ایمان ہے اگر بندہ اس کے انکار کے باوجود مومن رہے پھر اس کا ماننا ایمان نہ ہوا کہ اگر اس کا ماننا ایمان ہوتا تو اس کا منکر ضرور کافر ہوتا۔ اور جن کی تکفیر حسام الحرمین میں ہوئی وہ پیدائشی کافر نہیں تھے بلکہ انھوں نے ضروریات دین کا انکار کیا پھر لغزش پر اطلاع کے باوجود رجوع نہ کیا بلکہ اصرار کیا اور ضروریات دین کا انکار کرنے والا یا ان میں توقف یا شک کرنے والا کافر ہے خواہ بلا تاویل انکار، توقف یا شک کیا جائے یا باطل تاویل کے ذریعہ (کہ اس میں تاویل قریب یا بعید کا احتمال ہوتا ہی نہیں)۔ اور جب خود مجرم نے تا حیات توبہ نہ کی پھر اس کے جرم کی معافی کا راستہ موت

نے بند کر دیا لہذا ان کے کفر پر یقینی اطلاع پانے کے بعد ان کو کافر ماننا ہر مسلم پر فرض ہے ان کو مسلمان ماننا یا ان کے کفر میں شک کرنا ضروریات دین کا انکار یا ان میں شک کرنا ہے خلاصہ یہ کہ حسام الحرمین میں جن کی تکفیر ہوئی وہ کافر کلامی ہیں اور کافر کلامی کو کافر ماننا بھی ضروریات دین سے ہے امام اہل سنت احمد رضا محدث بریلوی فرماتے ہیں "جو ان کے خیالات وحالات پر مطلع ہو کر انھیں عالم جانے یا قابل امامت مانے ان کے پیچھے نماز پڑھے وہ بھی انہی کی طرح کافر و مرتد ہے کہ من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر اس کے لیے حسام الحرمین کی وہ عبارتیں کہ سوال میں مذکور ہوئیں کافی ہیں یوں ہی جو ان احکام ضروریات اسلام کو کہے کہ مولوی کے جھگڑے ہیں وہ بھی کافر ہے (فتاوی رضویہ کتاب السیر)۔ ہر کافر کلامی کو کافر ماننا ضروریات دین سے ہے اور اس کے کفر کلامی کا یقینی علم خواہ اپنی تحقیق سے حاصل ہو یا کسی اور محقق کی تحقیق سے۔ جس طرح ایمان کے لیے ضروریات دین کی تصدیق لازم ہے لیکن ہر ایک پر تحقیق لازم نہیں اور اگر ہر ایک پر تحقیق لازم ہو تو لازم آئے گا کہ تمام ضروریات دین کی تحقیق ہر ایک پر لازم ہو حالانکہ جو صاحب تحقیق نہیں ان پر بھی ضروریات دین کا ماننا ویسے ہی فرض ہے۔ جس طرح محقق پر ضروریات دین پر ایمان رکھنا فرض ہے۔ اگر کسی حدیث موضوع کو بھی قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم مان کر کسی نے انکار کیا وہ بھی کافر ہے حالانکہ وہ قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے ہی نہیں لیکن جب اس نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مان لیا تو اب اس کے انکار سے تکذیب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لازم آئے گی لہذا وہ کافر ہے بلاشبہ جسے بھی کفریات وہابیہ کا یقینی علم ہے اس پر ان کو کافر ماننا لازم، اور ان کے کفر میں ادنی شک بھی کفر وارتداد ہے۔ تحقیق بھی اسی لیے کی جاتی ہے تاکہ یقین حاصل ہو اور جب وہ یقین بغیر تحقیق کے ہی حاصل ہے کہ عرب و عجم شرق و غرب کے علمائے اعلام نے امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا رضی المولی عنہ کی تحقیق پر تحقیق و تفتیش کامل کے بعد اعتماد فرمایا۔ لہذا جو صاحب تحقیق نہیں انہیں ان علماء کی تحقیقات، حصول یقین کے لیے کافی ہیں اور اس کے مطابق اعتقاد رکھنا بھی فرض ہے، جب تک منافقوں کا کفر پوشیدہ تھا ان کی تکفیر جائز نہ تھی۔ مگر جب ان کا کفر ظاہر ہو گیا ان کے کفر میں شک کرنا بھی کفر ہو گیا کہ اس سے تکذیب رسول لازم آتی ہے۔ شیطان کا کفر جب تک ظاہر نہیں ہوا تھا فرشتوں پر اسے مسلمان ماننا لازم تھا اور اب اس کو کافر ماننا ضروریات دین سے ہے۔

سوال: حسام الحرمین میں جن کی تکفیر ہوئی کیا تاویل کے ذریعہ ان کے کفر کا خاتمہ ممکن ہے؟ اس کا جواب مولانا طارق انور مصباحی ادام اللہ برکاتہ نے سلسلہ رسائل "البرکات النبویہ" کے دوسرے رسالے میں یہ تحریر فرمایا: "کفر کلامی کا حکم اس وقت صادر کیا جاتا ہے جب تاویل بعید کی بھی کوئی گنجائش نہ ہو بفرض محال یہ تسلیم کرلیا جائے کہ کوئی تاویل بعید کی صورت نکل بھی آئے تو حکم کفر ختم ہونے کے لیے لازم ہے کہ مجرم اس تاویل کو قبول کرے مرجانے کے بعد نہ قبولیت تاویل کی گنجائش ہے نہ ہی حکم کفر ختم ہونے کا کوئی سوال ہے زندگی کے اخیر مرحلہ یعنی عالم نزع میں ایمان غرغرہ مقبول نہیں جب دار العمل یعنی دنیا سے بالکل چلا گیا تو اب توبہ یا ایمان کی کوئی صورت نہیں میدان حشر میں کفار بھی ایمان لائیں گے لیکن دار الجزاء میں ایمان لانے کا کیا فائدہ؟ دار العمل دنیا ہے اشخاص اربعہ کے کفر کے ختم ہونے کی کوئی گنجائش نہیں، زندگی میں بہت آسان تھا یعنی توبہ کرلینا لیکن تنقیص نبوی پر اصرار کے سبب توبہ کی توفیق بہت مشکل سے ملتی ہے کفر کلامی کی تاویل، تحسین و تصحیح بھی کفر ہے۔ قال ابن نجیم و من حسن کلام اهل الاهواء وقال معنوی اوقال له معنی صحیح ان کان ذلک من القائل کفرا کفر المحسن (البحر الرائق ج: ۵ ص: ۲۰۹)" (البرکات النبویہ، الرسالۃ الثانیہ)۔ اسی رسالے میں ہے "کفر و تکفیر دو مستقل امر ہیں ان دونوں کے درمیان عموم خصوص من وجہ کی نسبت ہے ایک صورت اجتماع کی ہے اور دو صورتیں افتراق کی ہیں۔ (۱) ابلیس علم الہی میں کافر اور ہم پر اس کی تکفیر فرض ہے۔ (۲) منافق اظہار کفر سے پہلے علم الہی میں کافر ہے اور ہم پر اس کی تکفیر جائز نہیں۔ (۳) جو سورج کو سجدہ کرے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو وہ علم الہی میں مومن ہے اور ہم پر اس کی تکفیر فرض ہے۔ قال الهیتمی (فی المواقف و شرحها من صدق بما جاء به النبی صلی اللہ علیه وسلم و مع ذلک سجد للشمس کان غیر مومن بالاجماع لان سجوده لها یدل بظاهره علی انه لیس بمصدق و نحن نحکم بالظاهر فلذلک حکمنا بعدم ایمانه لالان عدم السجود لغیر اللہ داخل فی حقیقة الایمان حتی لو علم انه لم یسجد لها علی سبیل التعظیم و اعتقاد الالهیة بل سجد لها و قلبه مطمئن بالتصدیق لم یحکم بکفره فیما بینه و بین اللہ تعالی و ان اجری علیه حکم الکافر فی الظاهر انتهی) (الاعلام بقواطع الاسلام) (مصدر سابق صفحہ ۸۸)۔ لہذا حسام الحرمین میں جن کی تکفیر ان کے اقوال کفریہ کی بنا پر امام اہل سنت اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی نے فرمائی اور عرب و عجم کے مستند علماء نے اس کی تائید کی بفرض محال اگر ان کے اقوال کی کوئی ایسی تاویل ممکن

تھی جس سے ان کا کفر ختم ہو جاتا یا بفرض محال انھوں نے اپنے اقوال کفریہ سے توبہ کرلی تھی مگر جب ان کی توبہ یا تاویل کا علم نہیں تو ان کو کافر ماننا ہی فرض ہے کہ ہمیں ان کی تکفیر کا یقینی علم ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان کا کفر، کفر کلامی کس طرح ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کفر کلامی وہی ہوتا ہے۔ جس میں کسی کا اختلاف نہ ہو کہ کفر کلامی ضروریات دین کے انکار صریح کا نام ہے اور ضروریات دین ان امور کو کہا جاتا ہے جن کو خاص وعام بغیر نظر و استدلال کے جان سکتے ہوں اور اگر کوئی نہیں جانتا تو یہ اس کا قصور ہے اس کے سبب وہ امر ضروریات دین سے خارج نہ ہوگا لہذا جس طرح ضروریات دین میں نظر و استدلال کی حاجت نہیں ہوتی یوں ہی اس کے انکار کی معرفت بھی محتاج دلیل نہیں۔ مگر جس طرح کم عقلی، قصور فہم یا عناد و تعصب کے وجہ سے بدیہی میں اختلاف ہو جاتا ہے یوں ہی تاویلات باطلہ کے ذریعہ اختلاف ممکن ہے مگر اس کا کوئی اعتبار نہیں۔ امام اہل سنت رحمہ اللہ تعالی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "یہ سوال کیا محتاج جواب ہے خود ہی اپنا جواب باصواب ہے، سائل فاضل سلمہ نے جو اقوال ملعونہ ان خبثا سے نقل کئے ہیں ان سب کا ضلال مبین اور اکثر کا کفر اور ارتداد مبین ہونا خود ضروری فی الدین وبدیہی عند المسلمین "(فتاوی رضویہ کتاب السیر)۔ کم عقلی اور تعصب پر مبنی شبہات عاطلہ اور تاویلات باطلہ دیوبندیوں کے جانب سے پیش کیے جاتی ہیں اور ان تاویلات کے باطل ہونے کی ایک واضح دلیل یہ بھی ہے کہ جب ان عبارتوں سے متعلق حکم شرعی خود ان کے مولویوں سے معلوم کیا گیا تو بے تامل حکم کفر لگا دیا مگر جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ یہ تو ان کے مولوی نے لکھا ہے تو اس کی تاویل باطل کر کے طوق مذلت کو گلے لگایا۔ ان تاویلات و شبہات کا رد بلیغ بھی علمائے اہل سنت نے بخوبی فرما دیا ہے بالخصوص (۱) الموت الاحمر (۲) راد المهند (۳) حسام الحرمین کے سو سال اور (۴) البرکات النبویہ کے رسالہ نمبر ۶ میں ان تاویلات باطلہ کا کماحقہ محاسبہ کیا گیا ہے جن کے سہارے بعض خناس عوام الناس کو مغالطہ دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

آخر میں عرض یہ ہے مسئلہ تکفیر میں بحث کرنے کی اجازت ہر شخص کو نہیں اگر کوئی شبہ ذہن میں آئے یا کوئی دیوبندی یا ان کا ہمنوا ان گستاخوں کے کفریات سے متعلق پیدا کرے فی الفور علمائے اہل سنت کی جانب رجوع فرمائیں۔ والتوفیق باللہ رب العالمین۔ اللھم احفظنا من شر الوسواس الخناس۔ واجعلنا من الذین انعمت علیھم۔ ولا تجعلنا من الضالین المضلین۔ والصلاۃ والسلام علی افضل الرسل خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

زلزلہ

از: مولانا محمد غلام مصطفی رضا نظامی

زلزلہ قشر الارض سے توانائی کے اچانک اخراج کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔جس کی وجہ سے زلزلیاتی لہریں پیدا ہوتی ہیں۔یہ توانائی اکثر آسمان سے رونما ہونے والے لاوے کی شکل میں سطح زمین پر نمودار ہوتی ہے۔ اس توانائی کی قوت اخراج سے قشر الارض کی تعمیری تختیوں میں حرکت پیدا ہوتی ہے اور اس حرکت کی وجہ سے تختیاں آپس میں ٹکراتی ہیں جس کی وجہ سے سطح زمین کے اوپر جھٹکے پیدا ہوتے ہیں، انہیں جھٹکوں کو زلزلہ کہتے ہیں۔

قشر الارض کی وضاحت

قشر زمین کی سطح پر ایک پتلی پرت ہے، جو زمین کے حجم کا 1% سے بھی کم ہے۔ یہ زمین کے لیتھوسفیئر کا سب سے اوپر والا جز ہے، جو وہ حصہ ہے جس میں قشر اور مینٹل کا اوپری حصہ شامل ہوتا ہے۔ لیتھوسفیئر کو ٹیکٹونک پلیٹوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو ان کے درمیان حرکت کرتی ہیں، جس سے حرارت زمین کے اندرونی حصے سے خلا میں نکل سکتی ہے۔

سالانہ زلزلوں کے تناسب

وکیپیڈیا کے مطابق ہر سال زلزلوں کی تعداد چھ لاکھ سے زائد ہے جن میں سے اکثر ایسے ہیں جنہیں صرف سیسموگراف محسوس کرتا ہے کچھ سے ارتعاش محسوس ہوتا ہے اور کچھ سے دیواروں پر دراڑیں نظر آتی ہیں پرانی عمارتیں گرجاتی ہیں اور جب 8ڈگری سے زائد ہوتا ہے تو پہاڑوں کی چٹانیں گرنے لگتی ہیں بڑے بڑے شہر بھی تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔

زلزلہ سے بچنے کی عمومی تدابیر

جب بھی کوئی اسباب ہلاکت جیسے آندھی، طوفان، وبا سیلاب یا بیماری وغیرہ آتا ہے تو ہم اس سے بچنے کی تدابیر اپناتے ہیں انہیں اسباب ہلاکت میں سے ایک سبب زلزلہ بھی ہے جو قیامت صغری سے کم نہیں جو اچانک آتا ہے یہی وجہ ہے کہ اس سے متاثر ہونے والے اکثر ڈیپریشن کا شکار ہوجاتے ہیں زلزلہ سے بچنے کے لیے کوئی راہ ہموار تو نہیں لیکن اچانک زلزلے کے جھٹکے سے ذہنی اختلال سے بچنے کے لیے زمین پر لیٹ جانا، کسی چیز سے اپنے آپ کو ڈھک لینا یا کسی ستون کو پکڑ کر کھڑے رہنا جیسے تدابیر اپنائے جاتے ہیں۔

زلزلہ کیوں آتا ہے ؟

زلزلہ ایک عذاب ہے اور قیامت کی نشانی بھی، جب روئے زمین پر گناہوں کی کثرت ہوتی ہے اور انسان احکام الٰہی سے بغاوت کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالی اس پر زلزلہ کی شکل میں عذاب کو مسلط فرما دیتا ہے۔ ایک بار کوفہ میں زلزلہ کے جھٹکے محسوس ہوئے تو صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالہ عنہ نے فرمایا: یأیہا الناس إن ربکم یستعتبکم فأعتبوہ۔ اے لوگو خدا چاہتا ہے کہ تم اس سے معافی مانگو تو تم اس کے حضور توبہ کرو۔

چنانچہ ایسے حادثات آئیں تو ہمیں چاہیے کے صدقہ و خیرات دیں اور توبہ و استغفار کی کثرت کریں کیوں کہ جب اللہ کا عذاب آلے گا تو دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو اس عذاب سے بچالے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: "فلما جاءتہم رسلہم بالبینات فرحوا بما عندہم من العلم وحاق بہم ما کانوا بہ یستہزءونَ۔ تو جب ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لائے تو وہ اسی پر خوش رہے جو ان کے پاس دنیا کا علم تھا اور انہیں پر الٹ پڑا جس کی ہنسی بناتے تھے۔ (سورہ مومن آیت 83)۔ اور زلزلہ قیامت کی نشانی بھی ہے جیسا کہ حدیث پاک ہے۔ جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ ہیں فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ علم اٹھ جائے گا، زلزلے بکثرت آنے لگیں گے، زمانہ قریب ہو جائے گا، فتنے ظاہر ہونگے، قتل و غارتگری بڑھ جائے گی، حتیٰ کہ تمہارے درمیان مال و دولت کی بہتات ہو جائے گی اور مال بہت عام ہو جائے گا۔

"عن أبی ہریرۃ قال: قال النبی ﷺ لا تقوم الساعۃ حتی یقبض العلم وتکثر الزلازل ویتقارب الزمان وتظہر الفتن ویکثر الہرج وہو القتل القتل حتی یکثر فیکم المال فیفیض" (بخاري)

درج بالا حدیث میں قیامت کی ان چند نشانیوں کا ذکر ہے جن کی ابتدا تو آج سے بہت پہلے ہو چکی ہے البتہ ہر آنے والے سال میں ان میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔ فتنہ فساد، قتل و غارت، ظلم و تشدد اور اہل علم کا بکثرت اٹھنا تو انسان کی زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے البتہ زلزلے کا کثرت سے پایا جانا بھی چند سالوں سے مشاہدے میں ہے، حال ہی میں ترکی و شام میں 7.8 ڈگری کے زلزلے نے اس قدر جھنجھوڑ کر رکھ دیا کہ ہزاروں لوگ سپرد خاک ہو گئے۔

تباہ کن زلزلے

جدید تاریخ کے چند تباہ کن زلزلے کو ہم پیش کرتے ہیں:

(1) 26 دسمبر 2004 عیسوی میں انڈونیشیا کے جزیرے سماٹرا میں ایک شدت کا زلزلہ آیا جس میں دو لاکھ ستائس ہزار سے زیادہ افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

اس کے بعد 12 جنوری 2010 عیسوی میں ہیٹی میں 7 ڈگری کے زلزلے سے دو لاکھ بائیس ہزار سے زیادہ جانوں نے اپنی آخری سانسیں لی تھیں۔

(2) 12 مئی 2008 عیسوی میں نیپال کے پڑوسی ملک چین میں آنے والے زلزلے نے ستاسی ہزار افراد کو ہلاک کر دیا تھا اور کئی لاکھ لوگ زخمی نڈھال پڑے ہوئے تھے۔

(3) 8 اکتوبر 2005 عیسوی میں پاکستان کے شمال اور متنازع کشمیر کے علاقوں میں ایک زلزلہ دیکھا گیا تھا جس میں 73 ہزار سے زیادہ افراد ہلاک اور لاکھوں بے گھر ہو گئے تھے۔ اور کشمیر میں آج بھی اکثر زلزلے ہوتے رہتے ہیں۔

(4) 25 اپریل 2015 عسوی میں نیپال میں 7.8 ڈگری کا زلزلہ جس میں سات ہزار سے زائد لوگ موت کے کھاٹ اتر گئے اور چودہ ہزار سے زائد لوگ زخمی ہوئے جس سے علاقائی ملک ہند، بنگلادیش، چین، بھوٹان وغیرہ بھی متاثر ہوئے تھے۔

(5) آخری تباہ کن زلزلہ 6 فروری 2023 عیسوی کو ترکی اور شام میں آیا جس میں ریلیف ویب نامی ویبسائٹ کے مطابق مرنے والوں کی تعداد 50،000 سے تجاوز کر گئی جن میں ترکی میں 45،968 اور شام میں 7،259 کی تصدیق ہوئی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دل میں اترنے کے لیے سیڑھیوں کی نہیں اچھے اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔

روزہ: دینی و طبی فوائد

از: قاری محمد جنید ہاشمی

ہزارہا شکر اور لا انتہاء حمد، اس خالق اکبر کو سزاوار اور زیبا ہے جس نے اپنے حبیب اکرم، نبی مکرم کو سردار کل انبیاء بنایا اور دائرۂ نبوت ان پر ختم فرمایا۔ اور بے انتہا رحمتیں نازل ہو محبوب خدا خاتم الانبیاء ﷺ پر۔ جن کے طفیل اللہ جل شانہ نے ہم کو اپنی نعمتہائے گوناگوں سے سرفراز فرمایا اور رمضان المبارک کے بابرکت ماہ سے نوازا جس میں عبادت تمام مہینوں کی عبادت سے افضل و اعلیٰ ہے، اللہ جل شانہ ہم کو اور تمام امت مسلمہ کو ماہ رمضان میں خوب تر اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اس رسالہ کے ذریعے جس کا نام "آزاد قلم" ہے تمام مسلمانوں کو پوشیدہ علموں سے روشناس فرمائے۔

رمضان المبارک کے روزہ کی فضیلت قرآن و حدیث کی روشنی میں

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: یایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔

ترجمہ کنزالایمان:- اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے۔

اور فرماتا ہے: فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ۔ ترجمہ:- تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے روزے رکھے۔

عن أبي ہریرۃ أنّ رسول اللہ ﷺ قالَ: إذا دخل رمضان، فتّحت أبواب السماء، وفی روایۃ اخریٰ فتحت ابواب الجنۃ غلقت أبواب النار، وصفدت الشیاطین متفق عَلیہ.

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب رمضان آتا ہے تو آسمان کے دروازے اور دوسری روایت میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیطانوں کو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔

عن سہل بن سعد رضي اللہ عنہ، عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم، قَال: «في الجنۃ ثمانیۃ أبواب، فیہا باب یسمی الریان، لا یدخلہ إلا الصائمون»
حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنت کے آٹھ دروازے

ہیں۔ ان میں ایک دروازے کا نام ریان ہے۔ جس سے داخل ہونے والے صرف روزے دار ہوں گے۔

حدیث میں آتا ہے الصوم جنة من النار کجنة أحدکم من القتال۔ روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی شخص کے پاس لڑائی کی ڈھال ہو۔" یعنی روزہ انسانوں کو شیطان اور نفس کے اثر سے بچاتا ہے، روزے کے روحانی فوائد اس وقت حاصل ہوتے ہیں جب روزے کی پوری رعایت برتی جائے ورنہ انسانوں کو بھوکا رہنے کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے۔

روزہ میں انسانوں کے لیے سرتاپا فوائد ہی فوائد ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالی ہے: وأن تصوموا خیر لکم إن کنتم تعلمون" اور اگر تم جانو تو روزہ رکھنا تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے۔ اس آیہ مبارکہ میں یہ لطیف اشارہ موجود ہے کہ روزہ عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ صحت انسانی کے لیے بھی مفید ہے۔ اگر انسان روزے کی حکمتیں سمجھنے کی صلاحیت رکھیں۔ آج کی جدید میڈیکل سائنس اور مغرب کے سائنسدانوں نے روزے کے انسانی جسم پر مفید اثرات دریافت کرنا شروع کیے ہیں، جن کا ذکر قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں کئی سو سال پہلے کیا جا چکا ہے۔

مغربی عیسائی محقق ایلن کاٹ (AllanCatt) اپنی کتاب Fasting Way of Life میں روزے کے بے شمار فوائد و ثمرات کے متعلق رقم طراز ہیں "روزے سے انسانی نظام انہضام (معدہ) اور دماغی زکام کو مکمل طور پر آرام ملتا ہے اور غذا کے ہضم کرنے کا عمل نارمل حالت پر آجاتا ہے"۔

انڈین ڈاکٹر شانتی رنگوانی کے مطابق چونکہ روزے کے دوران جسم میں کوئی نئی خوراک نہیں جاتی اس لیے جسم میں نئے زہریلے مادے پیدا نہیں ہوتے اور جگر پوری باریکی سے پرانے زہریلے مادوں کو جسم سے صاف کرتا ہے، یہ اس لیے ہوتا ہے کیونکہ جسم کو کام کرنے کے لیے ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ جسم میں پہلے سے پائے جانے والے زہریلے مادوں کو سب سے پہلے بطور ایندھن استعمال میں لاتا ہے۔ اس عمل سے خون صاف ہو جاتا ہے اور انسان کی جلد پر ایک طرح کی تازگی اور چمک آجاتی ہے۔ اس سے یہ حدیث بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ لکل شیء زکاۃ، وزکاۃ الجسد الصوم ہر چیز پر زکوۃ ہے اور جسم کی زکاۃ روزہ ہے۔ مال کی زکاۃ زندگی کو صاف کر دیتی ہے اسی طرح روزہ جسم سے اس کے زہریلے مادوں کو صاف کر دیتا

ہے۔

روزہ رکھنے کے اور بھی بے شمار فوائد ہیں۔ امریکہ کے California University کے ممتاز محقق ڈاکٹر والٹر لونگو southern (valterlongo)اوران کے معاون سائنس دانوں کی ایک ٹیم جس میں امریکہ کے علاوہ جرمنی اور اٹلی کے سائنسدان بھی شامل تھے، نے اپنی ریسرچ science trarstiond medicine نامی میڈیکل جریدے کے 2012ء کے شمارے شائع کی، اس تحقیق کے مطابق کینسر کے وہ مریض جو روزے رکھتے ہیں۔ ان کے علاج chemotherapy کی کامیابی کے امکانات دوسرے کینسر کے مریضوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتے ہیں، اپنی تحقیق میں وہ لکھتے ہیں کہ ہماری ان تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ مسلسل روزے رکھنے سے کینسر کے ٹیولر کے خلئے بالخصوص حساس بن جاتے ہیں اور ممکنہ طور پر کئی اقسام کے کینسرز کے علاج کے لیے ادویات کی تاثیر میں اضافہ ہوجاتا ہے جو لوگ جوانی میں باقاعدگی سے روزے رکھتے ہیں، بڑھاپے میں ان لوگوں کا ذہن دماغی امراض کا شکار بہت کم ہوتا ہے، امریکی ریاست بالٹی مور baltimore کے Institute aging national کے سربراہ ڈاکٹر مارک میٹسن کے مطابق انہیں اپنی لیبارٹری میں سوئے جانوروں پر کیے تجربات کے دوران ایسے شواہد ملے جن کے مطابق روزے رکھنے سے انسانی دماغ الزائمرز (heaters) پارکنسن (Parkinson)اوردیگردماغی امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

المختصریہ کہ روزہ ہمارے نظام انہضام کوایک ماہ کے لیے آرام مہیا کراتا ہے، یہ ہمارے جسم کی تعطیل (vacation) ہے، روزہ ہماری شہواتی طاقتوں کو خوابیدہ کرکے ہماری روحانی طاقتوں کو بیدار کرتا ہے، روزہ نفس کی بڑھتی ہوئی سرکشی کو لگام دے کر اس کی حیوانی خواہشوں کو قابو میں لاتا ہے۔ چناچہ نفس کی سرکشی کا زور توڑنے کے لئے روزہ مددگار ثابت ہوتا ہے۔ روزے کے بے پناہ فوائد کی وجہ سے ہی حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا "روزے کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ اس جیسی کوئی عبادت نہیں" روزہ صرف ایمان کا حصہ ہی نہیں بلکہ ایک معاشرتی ذمداری بھی ہے، روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کی تشریح کسی اورمذہب میں ممکن ہی نہیں۔ روزہ درویشی اور مالداری کے حسین امتزاج کا نام ہے۔ قرآن نے روزوں کا مقصد تقوی کی روح کو بیدار کرنا بیان فرمایا

ہے۔ در اصل روزہ انسانوں میں نا صرف خداشناسی کا جذبہ پیدا کرتا ہے بلکہ انسان کو مرتبہ حساس تک لے جاتا ہے۔ روزہ کے ذریعے روزہ دار کے دلوں میں معاشرے کے غریب و مسکین لوگوں کے لیے ہمدردی کا جذبہ ابھرتا ہے۔ یتیم اور بے سہارا لوگوں کے ساتھ اخوت و محبت فزوں ہوتی ہے۔

الغرض روزہ ایک ایسی جامع عبادت ہے کہ جس میں بے شمار روحانی اور طبی فوائد موجود ہیں۔ اور اس کا اعتراف نا صرف مسلم علماء و حکماء نے کیا ہے بلکہ غیر مسلم حکماء اور منکرین اسلام نے بھی کیا ہے اور آج کی جدید میڈیکل سائنس نے روزے کے متعلق بے شمار فوائد بیان کر روزہ کی حقانیت کو مزید واضح کردیا ہے۔

میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں بالواسطہ سرور کائنات ﷺ کے دعا گو ہوں اللہ تبارک و تعالیٰ تمام امت مسلمہ کو رمضان المبارک کی قدر کرنے اور روزہ کے دینی اور طبی فوائد کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ماہ مبارک کی بے بہا نعمتوں سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہ خاتم النبیین ﷺ

مبارک ہو مسلمانو! کہ پھر ماہ صیام آیا
خدا کی رحمتوں اور برکتوں کا ازدھام آیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

جو شخص ایمان و اخلاص سے رمضان کے روزے رکھے اللہ عزوجل اس کے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔

نسل نو کے ارتداد کی طرف بڑھتے قدم

(اسباب و حل)

از: محمد شعیب خان رضوی بریلوی

دین متین دین اسلام اللہ عزوجل کا ایک عظیم دین ہے، جو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے واسطہ سے اللہ عزوجل نے نوع انسانی کو عطا کیا۔ دنیا و آخرت کی کامیابی کا راستہ فقط یہی دین ہے، جو شخص اپنی زندگی اسلام کے دائرے میں گزارے گا اور اسی دائرہ میں رہتے ہوئے مرے گا، وہی فلاح پائے گا۔ اور دائرۂ اسلام کے خارج میں فلاح کا تصور ہی نہیں کہ خلاق عالم نے فلاح و ظفر کا منبع فقط دین اسلام کو بنایا اور قرآن عظیم میں اسے اپنا پسندیدہ دین فرمایا۔

موجودہ زمانہ فتنوں کا زمانہ ہے۔ روز طرح طرح کے فتنے ظہور پذیر ہو رہے ہیں، جیسے جیسے ذرائع ابلاغ بڑھ رہے ہیں ویسے ہی فتنے بڑھ رہے ہیں۔ اسلام مخالف قوتیں متحد ہو کر اسلام کے خلاف زور آزمائی میں مصروف ہیں، شیطان لعین کی مدد سے مسلمانوں پر روز بروز نئے نئے فتنے مسلط کر رہے ہیں۔ ان فتنوں میں ایک بہت بڑا فتنہ فتنۂ ارتداد ہے، جو چند سالوں سے سر اٹھا رہا ہے۔ اس فتنے کے زہریلے اثرات مسلم معاشرے میں تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ رات دن مسلمان مرد و زن کو مرتد بنانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ یہ فتنۂ ارتداد امت مرحومہ بالخصوص قائدین قوم و ملت کے لیے بڑا چیلنج ثابت ہو رہا ہے. جس کا بروقت تدارک لازم و ضروری ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جب کہ پوری دنیا میں دین اسلام کو مٹانے اور اسلام سے لوگوں کو دور و نفور کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اسلام مخالف دشمن طاقتیں اسلام کے خلاف متحد ہو کر پوری طرح زور آزما ہیں کہ کسی طرح سے اسلام کو صفحۂ دہر سے مٹایا جائے، لوگوں کے دلوں سے اسلام کی عظمت و قدر و منزلت نکال دی جائے اور انہیں اسلام سے بدظن کر دیا جائے۔ ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت دشمنان اسلام دختران اسلام کو ٹارگیٹ کر رہے ہیں۔ زمانۂ حال میں صورتحال بہت نازک ہے۔ ایک طرف قوانین شرعیہ پر حملے کیے جا رہے ہیں تو دوسری طرف اسلام مخالف دہشت گرد قومیں مسلم بچوں کو ارتداد کے دہانے تک لے جا رہی ہیں۔ یہ وہ دور ہے جب معاندین کے یہاں پیدا ہونے والے بچے کو بھی اسلام دشمنی سکھائی جا رہی

ہے۔ اور ہمارا معاشرہ! ہماری قوم کے بچے تو دور نوجوانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی جوانی لہو ولعب، فلمی ڈراموں، بازاروں، گلی کوچوں کی بیجا بیٹھکوں، سنیما گھروں کو نظر کر رہے ہیں۔ میڈیا پر آئے دن اسلام مخالف پروگرام چلائے جا رہے ہیں، اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لیے میٹنگیں کی جا رہی ہیں دھرم سبھائیں لگائی جا رہی ہیں اور ہمارا معاشرہ! ہمارے قائدین! خواب غفلت میں سو رہے ہیں۔ مسلمانوں کے گھروں کی عورتیں اور لڑکیاں یورپین کلچر میں اس قدر مست ہیں کہ انہیں قوانین اسلام، نظام شریعت، اصول دین سے کوئی علاقہ ہی نہیں۔ کھلے عام بے پردگی ہو رہی ہے، اپنے جسم کی نمائش کرانے میں فخر سمجھتی ہیں۔ اللہ عزوجل رحم فرمائے اور انہیں ہدایت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

ٹیکنالوجی کے عجیب وغریب کارناموں نے مسلمان نوجوان لڑکے لڑکیوں کو برباد کر رکھا ہے، سوشل میڈیا ایپلیکیشنز، یہ ایک ایسا زہر ہیں جو نوجوان نسل کے اوقات کی تضییع میں تو معاون ہیں ہی، ساتھ ہی ان کو گمراہیت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ آج کا نوجوان دن رات سوشل میڈیا ایپلیکیشنز پر مشغول رہتا ہے، اگر والدین یا خواص تنبیہ کریں تو اس پر بہانہ یہ بناتے ہیں کہ یہاں دینی کام کرتے ہیں۔ ۹۰ فی صد لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ سوشل میڈیا کا استعمال تضییع اوقات کے لیے ہی کرتے ہیں، اور جو لوگ دین کے متعلق کچھ کرتے بھی ہیں تو ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ آج معاندین اسلامی ناموں سے سوشل میڈیا پر آئی ڈی بناتے ہیں، مسلم لڑکیوں کو جھوٹی محبت کے جال میں پھنساتے ہیں اور پھر ان کی زندگی برباد کر کے نظر آتش کر دیتے ہیں۔ ہم اس معاملہ میں غافل بیٹھے ہیں ان کی ان سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے کچھ نہیں کر رہے لیکن ان لوگوں کو باقاعدہ ان کاموں کی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اردو، عربی کے جملے سکھائے جاتے ہیں۔ دور حاضر میں ایسے کثیر التعداد واقعات روز بروز پیش نظر رہتے ہیں، روز بروز ایسی خبریں موصول ہوتی رہتی ہیں کہ فلاں شہر کی مسلم لڑکی نے فلاں غیر مسلم لڑکے سے شادی کر لی۔ بعد ازاں کیا ہوتا ہے؟ کچھ دن کے بعد وہ مردود خبیث طینت شخص اس کی عصمت دری کر کے مرنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے یا غیر ملکوں میں روپیوں کی خاطر فروخت کر دیتا ہے۔

ہمارا مسلم معاشرہ جو کبھی علم و ادب کا گلستان ہوا کرتا تھا، آج عجیب بے راہ روی کا شکار ہے۔ ہمارا معاشرہ تعلیم و تعلم میں سب سے پیچھے سنیما بینی میں سب سے آگے، ادب و تہذیب میں سب سے پیچھے لڑائی جھگڑا میں سب سے آگے۔ قوم کی ترقی سے

ہمیں کوئی علاقہ نہیں، دینی اصولوں سے ہم بے خبر، روزہ نماز سے ہمیں کوئی سروکار نہیں شراب نوشی، سود خوری میں ہم سب سے آگے۔ نیز قوم مسلم کے عروج وارتقاء کے جس پہلو پر نظر ڈالیئے وہ اس میں پیچھے۔ خلاق عالم قوم مسلم کے حال زار پر رحم فرمائے۔ زمانۂ سابق کے لوگوں کے لیے یہ بات ناقابل فہم معلوم ہوتی تھی کہ مسلمان دین اسلام کو چھوڑ کر کسی باطل مذہب کو اختیار کرلیں گے، لیکن افسوس صد افسوس آج یہ امر بعید نہیں۔ آج ہماری قوم کی جہالت و غفلت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ یورپین کلچر کی دھن میں مست بعض ناعاقبت اندیش مسلمان فتنۂ ارتداد میں پھنستے نظر آ رہے ہیں۔ ایک طرف غیر مسلم مسلمانوں کے خاتمہ پر تلے ہوئے ہیں تو دوسری طرف مسلم نوجوان لڑکے لڑکیاں، غیر مسلم لڑکے لڑکیوں سے عشق لڑا رہے ہیں۔ انجام یہ ہوتا ہے کہ مسلم لڑکیاں غیر مسلموں کے ساتھ چلی جاتی ہیں اور مسلمان لڑکوں کو لوجہاد کے نام پر دنیا سے رخصت کردیا جاتا ہے۔ ان دونوں صورتوں کا اسلام نے بائیکاٹ کیا ہے، اسلام ایک ستھرا دین ہے اس میں اس گندگی (ناجائز تعلقات) کا کوئی تصور ہی نہیں، یہ سب ناجائز وحرام، بدکام اور بدانجام۔ آخر کیا وجہ ہے کہ یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ مسلمان لڑکے اپنی دنیا و آخرت خراب کر رہے ہیں؟ آخر کیا وجہ ہے کہ مسلم لڑکیاں کفر کے دلدل میں پھنستی چلی جا رہی ہیں؟ اس کی وجہ اسلامی تعلیمات کی کمی، مردوزن کی مخلوط تعلیم، مخلوط ملازمت، اسلامی کلچر سے گھروں کی دوری، آزاد خیالی، بے پردگی، لباس دشمناں کی توقیر، سوشل میڈیا کا بیجا استعمال، سنیما بینی، گھروں میں ٹی وی جیسے بے شمار امور ہیں۔ انہیں وجوہات کی بنا پر قوم کی نوجوان نسل بے راہ روی کا شکار ہے، مسلم لڑکیاں ایمان کی دہلیز کو پار کر کے کفر کے گھروں میں داخل ہو رہی ہیں۔ اپنے ایمان و عقیدہ، رشتے ناطے، والدین، خاندان سب کچھ چھوڑ کر غیر مسلموں کے گھر جانے کو تیار ہیں۔ اگر قوم کے سنجیدہ دل افراد، ذمہ داران و قائدین ان عوارض کے تدارک کو سرگرم نہ ہوئے، تو وہ دن دور نہیں کہ ان کی بھی اولادیں ان کے سامنے دین سے بیزاری کا اظہار کریں گی۔ خدارا اے قوم کے پیشواؤں! ملت کے رہنماؤں! اپنی ذمہ داری کو سمجھو، اور قوم کی عزت و آبرو کو پامال ہونے سے بچانے کے لیے اقدام کرو۔ ورنہ وہ دن بھی دور نہیں جب اسلام مخالف دہشت گرد بھیڑیے آپ تک پہنچ جائیں گے اور آپ کے جبہ و دستار کو اتار پھینکیں گے۔

موجودہ صورتحال کو ملاحظہ کرنے کے باوجود جس کی آنکھیں صوفیانہ مزاج کا دکھاوا کر کے بند رہیں، قوم کی فکر اس کے دل ودماغ میں موجزن نہ ہو، ایسا شخص ہرگز ہرگز قوم کا لیڈر و پیشوا بننے کے لائق نہیں۔

قارئین کرام! اگر اپنے مستقبل کو سنوارنا چاہتے ہیں، آنے والی نسلوں کو ان مہلک وباؤں سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، قوم کو ارتداد کے گڑھے میں نہ دھکیل کر اسلام کے نور سے منور کرنا چاہتے ہیں، تو ضرورت ہے ایسے اسلامی مراکز قائم کرنے کی جہاں عمدہ نظم و نسق ہو، عمدہ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ وافر مقدار میں دینی تعلیم ہو کہ لوگوں کو دین کی صحیح تعلیم دی جا سکے۔ جگہ جگہ ایسے اسلامی اسکول، کالیجیز ہوں جو عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم، اسلامی ماحول، اسلامی تہذیب و تمدن پر مشتمل ہوں۔ عورتوں بچیوں کے لیے الگ تعلیم گاہ ہو مردوں کے لیے الگ، اختلاط مرد و زن سے پاک ایک اسلامی معاشرہ ہو۔ جہاں قوم کے بچے بچیاں شرعی ضوابط و قوانین کا پاس و لحاظ رکھتے ہوئے تعلیم حاصل کر سکیں۔ نیز ہر صوبے میں ایسی اسلامک یونیورسٹیز ہوں جہاں قوم کے بچے بچیاں شرعی حدود میں رہ کر دینی و عصری تعلیم کے اعلیٰ ترین منازل طے کر سکیں۔

لائق افسوس امر ایک یہ بھی ہے کہ جن یونیورسٹیز کو اسلامی گردانا جاتا ہے، وہاں بے حیائی، عریانیت و فحاشی کے بازار گرم ہیں۔ دینی تعلیم سے کوئی مطلب ہے نہ قوانین شرع کا ذرہ برابر بھی پاس و لحاظ۔ ایسے مراکز کو اسلامک یونیورسٹیز یا اسلامک مراکز کہنا فقط آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔ سب ہندی حکومت کے آلۂ کار بنے بیٹھے ہیں۔

ہماری قوم کا معاملہ یہ ہے کہ اگر جلسہ و اعراس کی محافل ہوں تو لفاظی کرنے والے خطبہ و مقررین، قوالی گانے والے قوالوں اور چادر چور مجاوروں کے لیے خزانے بھرے ہیں، اور اگر یہی کوئی سنجیدہ دل شخص قوم کی فلاح کے لیے دینی مراکز قائم کرنے میں ان سے امداد کو کہے تو لوگ ایسے شخص کو سڑک پر بیٹھے بھیک مانگنے والے بھکاری سے کم نہیں سمجھتے۔ وہ علمائے کرام جو دینی مراکز سے وابستہ ہیں انہیں یہ کیفیات معلوم ہیں۔ مخلصین و سنجیدہ دل حضرات کو چاہیے کہ قوم کو اس تعلق سے ابھاریں اور جلسہ و عرس میں پیسہ کم خرچ کر مراکز اسلامیہ کی امداد کی ترغیب دلائیں۔

آج مسلمانوں کے گھروں کا جائزہ لیا جائے تو گھروں کی صورتحال بد سے بدتر ہوتی جا رہی ہے۔ نامحرم سے

پردہ تو دور کی بات، اختلاط، ہنسی مذاق، مسلمان تو مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ بھی جاری ہے۔ کل جو لوگ مسلم گھروں کے دروازوں کے سامنے تک کھڑے ہونے کی جرات نہ کرتے تھے، آج بے دھڑک گھروں میں چلے آتے ہیں اور کوئی روک ٹوک نہیں۔ ماضی قریب میں نوجوان لڑکوں کے پاس بھی موبائل ہونا غیر درست سمجھا جاتا تھا لیکن آج مسلم لڑکیوں کے ہاتھوں میں موبائل ہے۔ غضب بالائے غضب یہ کہ والدین خود انہیں موبائل دلا رہے ہیں۔ پوری پوری رات وہاٹس ایپ، میسنجر، ٹیلی گرام، انسٹاگرام نہ جانے کن کن ایپلیکیشنز کے ذریعے چیاٹنگ ہوتی ہے۔ عورتیں لڑکیاں اپنے ویڈیوز بنا کر سوشل میڈیا پر ڈال رہی ہیں، غیر ان پر لائک کمینٹس کرتے ہیں اور یہ ناعاقبت اندیش ماں باپ ان کو دیکھ کر اظہار مسرت کرتے ہیں کہ ہماری لڑکی اتنی پاپلر ہو گئی، اس کے اتنے فالوورس ہیں، سوشل میڈیا پر وہ اتنی مشہور ہے۔ غیرت ایمانی مر چکی ہے لوگوں کی جو سوشل میڈیا پر ناچتے ہوئے اپنی اولادوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ والدین کا اپنی لڑکیوں کے ہاتھ میں موبائل دینا اور دینی تعلیم نہ دینا خود سانپ کی غار میں ڈھکیلنے کے مترادف ہے۔ سوشل میڈیا کے مضر اثرات معلوم ہونے کے باوجود بھی گھر کے مرد عورتوں، بچوں کو اس کے استعمال کی اجازت دیتے ہیں، تعجب ہے۔

قارئین کرام! والدین کو چاہیے کہ اپنے بچوں اور بچیوں کے ہاتھوں میں موبائل دینے کی بجائے انہیں قرآن دیں، سوشل میڈیا کے استعمال کی بجائے انہیں دینی، اعتقادی و اخلاقی کتب و رسائل دیں، تاکہ وہ ان کے ذریعے اپنے دین کی عظمت و رفعت و قدر و منزلت کو پہچانیں اور ارتداد جیسے فتنۂ عظیم سے اپنی حفاظت کر سکیں۔

آج ہمارے معاشرے کو آزاد خیالی کی ضرورت نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے، اسلامی نظام حیات کی ضرورت ہے اسلامی تہذیب و تمدن کی ضرورت ہے، اسلامی تعلیمات کی ضرورت ہے، لیکن افسوس ہمارے پاس ان میں سے کچھ نہیں، اور نہ ہی ہمیں ان چیزوں کی خواہش۔

پیارے اسلامی بھائیوں! آخر میں یہی عرض کروں گا کہ ہمیں چاہئے کہ اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیوں کو ایک جٹ ہو کر دور کرنے کی کوشش کریں اور ایک عمدہ اسلامی معاشرہ بنائیں۔ اللہ عزوجل ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین بجاہ خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

انمول موتی

(۱) جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے اور راز ظاہر کرنے کے بعد وہ اپنا اختیار دوسرے کو دے دیتا ہے۔

(۲) اللہ عزوجل اس شخص کا بھلا کرے جو میرے پاس میرے عیبوں کے تحفے بھیجتا ہے۔

(۳) تین چیزوں سے محبت بڑھتی ہے (۱) مجلس میں دوسرے کو جگہ دینے سے (۲) سلام کرنے سے (۳) اچھا نام لے کر پکارنے سے۔

(۴) نیک اعمال کی فراوانی پر کبھی غرور نہیں کرو کہ ابلیس اسی غرور کی بدولت ڈوب گیا۔

(۵) تین خصوصیتیں انسانیت کی معراج ہے (۱) سخاوت دریا کی طرح (۲) شفقت آفتاب کی طرح (۳) عاجزی زمین کی طرح۔

(۶) جب کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ تعالی اس پر بلائیں اور عذاب عام کر دیتا ہے۔

(۷) عدل جو بھی کر بہتر ہے اور اگر امیر کرے تو زیادہ بہتر ہے۔

(۸) مرد شرم کریں تو اچھا ہے لیکن اگرعورتیں شرم کریں تو بہت اچھا ہے۔

(۹) پیغمبروں کی میراث علم ہے اور فرعون و قارون کی میراث مال ہے۔

(۱۰) تعجب ہے کہ انسان ضعیف ہو کر بھی طاقت و قوت والے خدا کی نافرمانی کرتا ہے۔